اصحابِ اخدود کے بارے میں جمہور مفسرین اور محدثین کے اقوال کا جائزہ

Analysis of mainstream Interpreters and Muhaddithin's exegesis about People of the Ditch

DOI: 10.5281/zenodo.8367655

** Inam ur Rehman*
*** Saifullah Kahalil Al-Azhari*

Abstract

Allah has mentioned many nations in his Holy book Quran for the purpose of guidance because in their stories there are messages for the believers just as Allah said in Quran, "Indeed in their stories, there is a lesson for men of understanding. It (the Quran) is not a forged statement but a confirmation of the Allah's existing Books [the Taurat (Torah), the Injeel (Gospel) and other Scriptures of Allah] and a detailed explanation of everything and a guide and a Mercy for the people who believe" [12:111]

Among nations mentioned in the Quran are people of the ditch who are cursed in Sura AL-BURUJ (the big stars), but the Interpreters of Quran and Hadith have differed in determining the people of ditch who they really were and what was the main reason that Allah has cursed them.

Key words: *People of the Ditch*

ذیل میں اصحابِ اخدود کے بارے میں جمہور مفسرین اور محدثین کے اقوال کو ذکر کیا جاتا ہے جبکہ آخر میں تجزیہ پیش کیا جائیگا۔

محدثین نے اصحاب اخدود کے بارے صرف ایک واقعہ ذکر کیا ہے کہ کسی بادشاہ کا جادوگر تھا، جب بڑا ہوا تو اس کے پاس ایک لڑکا بھیجا گیا تا کہ وہ اس کو جادو سکھا دے، اور لڑکے کے راستے میں ایک راہب تھا، تو لڑکے کا دل اس راہب کی طرف مائل ہوا پھر لڑکے نے ایک دن اپنے راستے میں سانپ دیکھا جس نے لوگوں کو گھیر رکھا تھا، اس نے ایک پتھر لیا اور کہا اے اللہ اگر راہب تیرے نزدیک جادوگر سے زیادہ پسندیدہ ہے تو مجھے اس سانپ پر پتھر پھینکنے کے واسطے اس کے قتل پر قوت عطاء فرما، تو اس نے پھینکا اور اس کو قتل کر دیا، تو یہ لڑکے کے جادو سے اعراض اور اس کے راہب کے طریقے میں دلچسپی کا سبب بن گیا، پھر یہاں تک پہنچ گیا کہ اندھے اور سفید داغ والے کو صحیح کرنے لگا اور دواؤں

* *Ph.D. Scholar, Department of Islamyat, University of Peshawar*
** *Lecturer Department of Islamiyat University of Peshawar*

سے شفا دینے لگا ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ بادشاہ کا ہم نشیں اندھا ہو گیا تو اس کو ٹھیک کر دیا، جب بادشاہ نے اس کو دیکھا تو پوچھا کہ کس نے تمہاری نگاہ واپس لوٹائی؟ تو اس نے کہا میرے رب نے، تو وہ غصہ ہوا اور اس کو ستایا تو اس نے لڑکے کا پتہ بتایا تو اس کو ستایا اور اس نے راہب کا پتہ دیا، پھر راہب کو حاضر کیا گیا اور اس کو اس کے دین سے روکا تو راہب نے قبول اس کی بات نہیں مانی، تو اس کو آرے سے چیر دیا، پھر وہ لڑکے کو لے کر پہاڑ پر گئے تاکہ اس کو چوٹی سے پھینک دیا جائے تو اس نے اللہ سے دعا کی تو قوم پر زلزلہ آیا اور سب ہلاک ہو گئے اور یہ بچ گیا، تو وہ اس کو لے کر کشتی میں گئے اور اس کو حرکت دی تاکہ وہ اس کو ڈبا دے تو اس نے اللہ سے دعا کی تو کشتی نے ان کو ڈبا دیا، تو وہ غرق ہو گئے اور یہ بچ گیا، تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ آپ مجھ کو قتل نہیں کر سکتے یہاں تک کہ آپ لوگوں کو ایک چٹیل میدان میں جمع کریں اور مجھ کو ایک تنے سے باندھ دیں، اور میرے ترکش سے ایک تیر لیں اور بسم اللہ رب الغلام پڑھ کر اس تیر کو پھینکیں، تو اس نے پھینکا تو وہ اس کی کنپٹی میں لگا تو اس نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور مر گیا، تو لوگوں نے کہا ہم لڑکے کے رب پر ایمان لاتے ہیں. تو بادشاہ سے کہا گیا کہ آپ پر وہی مصیبت نازل ہو گئی جس سے آپ ڈر رہے تھے، تو اس نے گلیوں کے سرے پر خندقیں کھودنے کا حکم دیا، اور ان میں آگ بھڑکائی گئیں۔ جو ان میں سے باز نہیں آتا اس کو اس میں ڈال دیتا، یہاں تک ایک عورت آئی اس کے ساتھ ایک بچہ تھا تو وہ اس میں گرنے سے پیچھے ہٹی تو بچے نے کہا اے ماں صبر کر تو حق پر ہے، تو اس نے اس پر صبر کیا۔[1]

مذکورہ روایت امام مسلم، امام ترمذی، ابن حبان، طبرانی اور بیہقی نے ذکر کی ہے۔ حاشیہ میں صرف صحیح مسلم کے حوالے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

مفسرین نے مذکورہ واقعے کے علاوہ مزید دو واقعات نقل کیں ہیں۔

دوسری روایت : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے جب مجوس کے احکام میں اختلاف کیا، کہا کہ وہ اہلِ کتاب ہیں، اور وہ اپنی کتاب کو مضبوطی سے پکڑنے والے تھے اور ان کے لیے شراب حلال کر دی گئی ہے، تو کسی بادشاہ نے شراب پی اور نشہ چڑھ گیا، اور اپنی بہن پر جا پڑا، جب صبح ہوا تو نادم ہوا اور چھٹکارا تلاش کرنے لگا تو اس بہن نے اس سے کہا کہ چھٹکارا یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے بیان کریں، اور کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بہنوں سے نکاح کو حلال کر رکھا ہے پھر آپ ان کے سامنے تقریر کریں اور کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام قرار دیا ہے، تو اس نے تقریر کی

لوگوں نے اس کی یہ بات نہیں مانی تو اس نے کہا ان میں کوڑے برسا دی جیسے تب بھی نہیں مانا، تو اس نے کہا ان میں تلوار چلاؤ تب نہیں مانے، تو اس نے اس کو خندقوں اور آگ جلانے اور ان لوگوں کو اس میں پھینکنے کا حکم دیا جو آئے جن کو اللہ نے اپنے قول: "قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ" سے مراد لیا ہے.[2]

تیسری روایت ہے کہ نجران کے پاس ایک آدمی آیا جو دین عیسی پر تھا تو اس نے ان کو دعوت دی اور انہوں نے اس کی بات مانی تو ان کے پاس ذونواس یہودی حِمیر کے ایک لشکر کے ساتھ آیا، تو اس نے ان کو آگ اور یہودیت اپنانے کے درمیان اختیار دیا تو انہوں نے انکار کیا، تو ان میں سے بارہ ہزار لوگوں کو خندقوں میں جلا دیا، اور ایک قول کے مطابق ستر ہزار لوگوں کو[3] اس خندق کی لمبائی چالیس ذراع تھی اور اس کی چوڑائی بارہ گز تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب آپ اصحابِ اخدود کا تذکرہ کرتے تو اللہ کی پناہ مانگتے مصیبت کو جھیلنے سے۔

جائزہ: امام رازی فرماتے ہیں کہ اگر کہا جائے کہ یہ روایات متعارض ہیں جو ان کے جھوٹ ہونے پر دلالت کرتی ہیں، ہم کہتے ہیں کہ کوئی تعارض نہیں ہے ایک قول ہے کہ یہ تین جماعتوں میں تین مرتبہ ہوا ہے، ایک مرتبہ یمن میں، ایک مرتبہ عراق میں، ایک مرتبہ شام میں، اور لفظ اخدود اگرچہ واحد ہے مگر یہ مراد جمع ہے اور ایسا قرآن میں بکثرت ہوتا ہے، اور قفال کہتے ہیں: انہوں نے اصحاب اخدود کے قصہ میں مختلف روایات ذکر کی ہیں، ان میں سے کوئی بھی واقعہ صحیح نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اس بات میں متفق ہیں کہ وہ مومنین کی ایک قوم ہے جنہوں نے اپنی قوم کی مخالفت کی یا کافر بادشاہ کی جو ان پر حکومت کرتا تھا اس نے ان کو خندق کھود کر اس میں ڈال دیا، پھر کہا میرا خیال ہے کہ وہ واقعہ قریش کے نزدیک مشہور تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے صحابہ کے لیے ذکر کیا ان کو اس بات پر تنبیہ کرنے کے لیے کہ ان پر ان کے دین پر صبر اور اس سلسلے میں تکالیف کو برداشت کرنا لازم ہے، تو مشرکین قریش مؤمنین کو تکلیف دیتے تھے، جیسا کہ اس سلسلے کی احادیث مشہور ہیں کہ وہ عمار اور بلال رضی اللہ عنہما کو بے حد تکلیف دیتے تھے.[4]

اخدود زمین میں گڑھے بنانا لمبی کھود جاتی ہے اس کی جمع اخادید ہے اس کا مصدر خد ہے یعنی پھاڑنا، کہا جاتا ہے خَدَّ فِي الْأَرْضِ خَدًّا وَتَخَدَّدَ لَحْمُهُ جب راستے پھٹن کی طرح ہوں.

امام رازی فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اصحابِ اخدود سے مراد قاتلین ہوں، اور ممکن ہے کہ ان سے مقتولین مراد ہوں، مشہور روایت یہ ہے کہ مقتولین مؤمنین تھے، اور یہ بھی مروی ہے کہ مقتولین وہ جابر لوگ تھے، اس لیے کہ جب ان لوگوں نے مؤمنین کو آگ میں ڈالا تو آگ کافروں پر پلٹ کر آگئی، اور ان کو جلا ڈالا، اور اللہ نے مؤمنین کو اس سے صحیح سالم بچا لیا، اس قول کی طرف ربیع بن انس[5] اور واقدی[6] گئے ہیں، اور انہوں نے اللہ کے قول "فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ "کی تاویل کی یعنی ان کے لیے آخرت میں جہنم کا عذاب ہے اور دنیا میں آگ کا عذاب ہے. جب تم نے اس مقدمہ کو جان لیا تو ہم کہتے ہیں: انہوں نے اللہ کے قول:"قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ" کی تفسیر میں تین اقوال ذکر کیے ہیں: وہ اس لیے کہ یا تو ہم اصحابِ اخدود کی تفسیر قاتلین سے کریں گے یا مقتولین سے. رہی پہلی صورت تو اس میں دو تفسیر ہیں: پہلی تفسیر یہ ہے کہ یہ ان لوگوں کے خلاف بد دعا ہے یعنی اصحابِ اخدود پر لعنت کی، اس کی نظیر اللہ کا قول: قُتِلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهُ[7] قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ[8] دوسری تفسیر یہ ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ قاتلین آگ کے ذریعے قتل کیے گئے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ جابر لوگوں نے جب مؤمنین کو آگ سے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو آگ ان پر پلٹ کر آگئی اور ان کو قتل کر دیا، اور جب ہم اصحابِ اخدود کی تفسیر مقتولین سے کریں تو مطلب یہ ہو گا کہ وہ مؤمنین آگ سے جلانے کے ذریعے قتل کیے گئے، تو یہ ایک دعوے کی خبر ہو گا.

رہا اللہ کا قول:"النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ "تو اس میں چند مسائل ہیں: پہلا مسئلہ: آگ یقیناً بہت بڑی ہو گی جب وہاں کوئی چیز ہوتی تو اس سے جل جاتی، یا تو ایندھن یا اس کے علاوہ ہو گی. تو وقود اس چیز کا نام ہے اللہ کے قول:"وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ[9] اور " ذَاتِ الْوَقُودِ "میں اس امر کی تعظیم ہے جب تک اس خندق میں بہت زیادہ ایندھن ہو.

ابو علی کہتے ہیں یہ بدل الاشتمال ہے، جیسے تمہارا قول سُلِبَ زَيْدٌ ثَوْبُهُ اس لیے کہ اخدود آگ پر مشتمل ہے.

رہا اللہ کا قول إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ تو اس میں دو مسئلے ہیں: پہلا مسئلہ: "إذ قتل" کا عامل: مطلب ہے کہ ان لوگوں پر اس وقت میں لعنت کی گئی جس وقت وہ خندق کے پاس بیٹھ کر مؤمنین کو ستا رہے تھے۔

دوسرا مسئلہ: آیت میں اشکال ہے وہ یہ کہ اللہ کا قول: "ھم" ضمیر ہے جو اصحابِ اخدود کی طرف لوٹتی ہے اس لیے کہ یہ مذکورہ چیزوں میں سب سے قریب ہے، اور اللہ کے قول: "علیھا" میں ضمیر نار کی طرف لوٹ رہی ہے، تو یہ تقاضا کرتا ہے کہ اصحابِ اخدود آگ پر بیٹھے ہوئے تھے، اور یہ معلوم ہے کہ معاملہ ایسا نہیں ہے۔ جواب مختلف ہیں: پہلا جواب: یہ ہے کہ "ھم" ضمیر اصحابِ اخدود کی طرف لوٹ رہی ہے، لیکن یہاں اصحابِ اخدود سے مراد مقتول ہیں نہ کہ قاتلین، تو معنی یہ ہوا کہ مؤمنین آگ پر بیٹھے ہوئے تھے جل رہے تھے آگ میں ڈالے جا رہے تھے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ "علیھا" کی ضمیر آگ کے کنارے اور لو کی طرف لوٹ رہی ہے، اور وہ جگہیں جن میں بیٹھنا ممکن ہو اور لفظ علی اس کی خبر دے رہا ہے، تم کہتے ہو مررت علیھا تم مراد لیتے ہو کہ ایسی جگہ سے ہو کر جو اس سے قریب ہو، تو قاتلین وہاں بیٹھے تھے، اور مؤمنین کو آگ پر پیش کرتے تھے، تو جو اپنے دین کو چھوڑ دیتا اس کو چھوڑ دیتے تھے، اور جو اپنے دین پر جما رہتا اس کو آگ میں ڈال دیتے، تیسرا جواب: ٹھیک ہے ہم تسلیم کرتے ہیں کہ "ھم" ضمیر قاتلین کے معنی میں ہو کر اصحابِ اخدود کی طرف لوٹ رہی ہے اور "علیھا" کی ضمیر نار کی طرف لوٹ رہی ہے، تو یہ کیوں جائز نہیں کہ کہا جائے: کہ وہ قاتلین اس آگ پر بیٹھے ہوئے تھے، اس لیے کہ ہم نے بیان کیا کہ جب وہ مؤمنین کو آگ میں ڈالتے تو آگ ان کی طرف لپکتی، اپنے علاوہ کو ہلاک کرنے کے لیے جو کچھ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے کیا تھا اسی سے خود ہلاک ہو گئے، تو آیت اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ وہ اس حالت میں بھی معلون تھے، اور مطلب یہ ہو گا کہ وہ دنیا اور آخرت دونوں میں نقصان اٹھانے والے ہوئے۔ چوتھا جواب: یہ علی "عند" کے معنی میں ہو جیسا کہ اللہ کے قول: " وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ [10] میں کہا گیا ہے یعنی عندی۔ [11]

مصادر و مراجع:

1. القرآن الكريم
2. صحیح مسلم، ناشر، دار إحياء التراث العربي–بيروت

3. تفسیر الرازی، دار إحیاء التراث العربي- بیروت، ۱۴۲۰ھ

4. تفسیر الطبري، مؤسسۃ الرسالۃ- بیروت، ۱۴۲۰ھ

5. تفسیر الثعلبی ، دار إحیاء التراث العربي- بیروت، ۱۴۲۲ھ

6. تفسیر البغوي، دار إحیاء التراث العربي- بیروت، ۱۴۲۰ھ

7. ابن خلقان، وفیات الأعیان، دار صادر- بیروت ۱۹۹۴

8. الذھبی، سیر اعلام النبلاء، دار الحدیث-القاہرہ، ۱۴۲۷ھ

الحواشی

---

[1] صحیح مسلم، بَابُ قِصَّةِ أَصْحَابِ الْأُخْدُودِ وَالسَّاحِرِ وَالرَّاهِبِ وَالْغُلَامِ، حدیث نمبر:3005

Sahih muslim,Bab Qisatu Ashab e Al Ukhdod wasahire warrahibe walghulam,Hadith No.3005

[2] تفسیر الطبري 337:24

Tafseer Al Tabari 24:337

[3] تفسیر البغوي 5:234

Tafseer Al Baghawi

[4] تفسیر الثعلبی29:171

Tafseer Al Saalabi

[5] آپ کا پورا نام ربیع بن انس البکری ہے، بہت بڑے تابعی تھے، تفسیر اور حدیث کے بہت نامور عالم تھے۔ سنن اربعہ میں ان کی احادیث پائی جاتی ہیں۔139ھ میں فوت ہوئے۔ الذھبی، سیر اعلام النبلاء6:140

Aap ka Pora nam Rabi Bin Anas Al-bakari hai.buhat bare Tabii the, Tafseer awr Hadith ke Buhat Namwar Aalim the. Sunan e arbaa main in ki Ahadith pai jati hain.139H main foot howe. Al-Zahabi, Seear Alaam al-nubala 6:140

[6] آپ کا پورا نام محمد بن عمر بن واقد ہے، ابو عبد اللہ آپ کی کنیت ہے، حدیث کے نامور حافظ اور تاریخ کے بہت بڑے ماہر تھے، 207 ھ کو فوت ہوئے کئی شاہکار کتابیں تصنیف کیں جن میں الطبقات، تفسیر القران، المغازی النبویہ، فتح افریقیہ،، اخبار مکہ،، سیرت ابو بکر اور تاریخ القضاء قابل ذکر ہیں۔ وفیات الأعیان 348:4

Aap ka pora naam Muhammad bin Umar bin waqif hai,Abu Abdullah apki kuniyat hai,Hadith ke namwar hafiz awr tareekh ke bare mahir the,207H ko foot howe kai shahkar kitabeen tasnof ki jin

main Al-Tabaqat, Tafseer Ul Quraan, Al-Maghazi Al- Nabavia, Fathe Afriqa,Akhbare Makkah , Seerat Abu Bakkar awr Tarekh Al Qazaa, Qabil e Zikar hain. Wafiyat ul Ayaan 4:348

[7] عبس:۱۷

Abasa:17

[8] الذاریات:۱۰

Al-Zariyat:10

[9] البقرۃ:۲۴

Al-Baqara:24

[10] الشعراء:۱۴

Al-Shuaraa:14

[11] تفسیر الرازی 109:31

Tafseer Al Razi 31:109